اسلام اور تفریحات

(تیسری اور آخری قسط)

مختلف کھیلوں اور مناسبتوں کی شرعی حیثیت

مفتی نعمت اللہ حقانی

استاذ شعبہ تخصص جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

خوشی کے مواقع پر مظاہرہ فن:

ابن حبان کی ایک روایت میں ہے **لما قدم وفد الحبشة قاموا يلعبون في المسجد** .ترجمہ جب حبشہ کا وفد آیا تو اسکے لوگ مسجد میں کھیل کود کا مظاہرہ کرنے لگے مشہور محدث مھلبؒ اس کے ذیل میں ارقام فرماتے ہیں **المسجد موضوع لامر جماعة المسلمين فما كان من الاعمال يجمع منفعة الدين واهله جاز فيه (فتح الباری ج ۱/ص ۵۴۹)** ترجمہ: مسجد مسلمانوں کی ضرورت کیلئے بنتی ہے اس لئے ایسے اعمال جن سے دین اور اہل دین کو فائدہ پہنچے اس میں انکا انجام دینا جائز ہے دوسرے یہ کہ نبی ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ نے اس کھیل کو دیکھا اور اس میں دلچسپی لی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقوی اور دیانتداری کے منافی نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **وفي الحديث جواز النظر الى اللهو المباح** (فتح الباری ج:۱ص/۵۴۹) حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو کھیل مباح اور جائز ہیں دیکھے جاسکتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی کے مواقع پر ایسے فن اور ہنر کا مظاہرہ جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچے غلط نہیں۔ حبشیوں کے اس کھیل کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک کھیل ہے لیکن حقیقت میں اس سے نیزہ بازی اور تلوار چلانے کی مشق اور دشمن سے مقابلہ کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، یہ ایک پسندیدہ عمل ہے حبشیوں کے اس مظاہرہ فن کو کھیل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں حقیقت پر عمل مقصود نہیں ہوتا۔ دکھایا جاتا ہے کہ دشمن پر حملہ ہو رہا ہے لیکن حملہ نہیں ہوتا، اس پہلو سے یہ ایک کھیل ہے

اہل عرب ایک طرف تکلف اور تصنع سے پاک اور سادہ مزاج تھے اور دوسری طرف جری، بہادر، جنگجو تھے، تیر و کمان اور شمشیر و سنان سے انہیں عشق تھا، وہ اسکی مشق اور تیاری میں لگے رہتے، یہ ان کی معاشرتی زندگی کا ایک حصہ اور ان کی تفریح اور دلچسپی کا بڑا ذریعہ تھا۔ اسلام نے ان کے اس رجحان کو تقویت پہنچائی البتہ اسے صحیح سمت اور دینی و اخلاقی رخ عطا کیا۔ قرآن مجید میں جنگ کے احکام دیتے ہوئے کہا گیا **وأعدوا لهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوا الله وعدوكم** (الانفال/۶۰) ترجمہ: اور ان کے مقابلے میں جہاں تک ہو سکے قوت اور تیار رہنے والے گھوڑے مہیار کھو تا کہ اس کے ذریعہ اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو دشمن کے مقابلے میں جس جنگی قوت کو فراہم کرنے کا یہاں ذکر ہے حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ

دیتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا الا ان القوۃ الرمی قوت سے مراد تیراندازی ہی ہے (مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ) جس دور میں یہ بات کہی گئی اس میں تیراندازی کو جنگ میں نمایاں اہمیت حاصل تھی موجودہ دور میں جنگی قوت کا تعلق تیراندازی سے نہیں بلکہ توپ خانوں، بمبار طیاروں اور جدید اسلحہ سے ہے جو بری اور بحری جنگ میں استعمال ہوتے ہیں یہ ایک الگ موضوع ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ تیراندازی جو اس دور میں جنگ کی ایک اہم تکنیک تھی اس کی آپؐ نے ترغیب دی اور تاکید فرمائی۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ ہی کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے (**ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ افلا یعجز احدکم ان یلھو مھمہ (مسلم کتاب الا مارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ)** ترجمہ: جلد ہی تمہارے لئے ممالک فتح ہونگے، دشمنوں کے شر سے اللہ تعالیٰ تمہیں نجات دے گا لیکن تم میں سے کوئی بھی اپنے تیروں سے کھیلنے میں کمزوری اور سستی نہ دکھائے۔

اس ارشاد کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آئندہ تم مختلف ممالک کو فتح کروگے اللہ تعالیٰ دشمنوں کے شر سے تمہیں بچائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم تیراندازی میں مہارت اور تجربہ حاصل کرو دوسرا مطلب یہ ہے کہ ملکوں کے فتح ہونے کے بعد تمہارے اندر غفلت نہ آنے پائے اور تم تیراندازی کی مشق نہ چھوڑ بیٹھو، اسے جاری رکھو، یہ فتح ونصرت کا ذریعہ ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ تیراندازی کی مشق فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمت آفزائی ہوتی تھی۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ تیراندازی کرتے اور اسوقت اتنی روشنی باقی رہتی کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا (**ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب وقت المغرب**)

حضرت سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری لڑکا ایک روز صبح کے وقت نشانہ باندھ کر تیر چلا رہے تھے، جب سورج دو تین نیزوں کے برابر بلند ہوگیا تو اسے گرہن لگ گیا اور سورج گرہن کی نماز پڑھی گئی (**حوالہ بالا باب الکسوف**). حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ وبیلہ کے کچھ لوگ تیراندازی کا مقابلہ کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گذر ہوا تو فرمایا بنو اسماعیل تیر چلاؤ تمہارے باپ ابراہیم بھی تیرانداز تھے، تیر چلاؤ میں فلاں فلاں خاندان والوں کے ساتھ ہوں، یہ سنکر دو فریق نے ہاتھ روک لئے، آپؐ نے فرمایا تیر کیوں نہیں چلاتے، انہوں نے عرض کیا تیر کیسے چلائیں جبکہ آپؐ ان کے ساتھ ہیں آپؐ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں (**بخاری کتاب الجھاد، باب التحریض علی الرمی**) حضرت عقبہ بن عامرؓ پیرانہ سالی میں دو نشانات قائم کر کے انکے درمیان تیراندازی کیلئے دوڑ رہے تھے۔ فقیم اللخمی نے پوچھا کہ اس سن میں آپ دوڑ لگا رہے ہیں، یہ آپ کیلئے مشقت کا باعث ہوگا، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد میں نے سنا ہے، اسی وجہ سے یہ تکلیف برداشت کر رہا ہوں ورنہ اسکی ضرورت نہ تھی وہ ارشاد یہ ہے، **من علم الرمی ثم ترکہ فلیس منا او قد عصیٰ**) ترجمہ: جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ بیٹھا تو وہ ہم سے نہیں ہے یا یہ فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی (**مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ**) اسی طرح فقہ السنۃ میں ہے

والمسابقة بالسهام والرماح وكل سلاح یمکن ان یرمی به یقول تعالیٰ (واعدو الهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخیل اَه) ویقول علیه الصلوة والسلام علیکم بالرمی فانه من خیر لهو کم اَه (فقه السنة ج ١/ص ٣٤٤)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ نبی ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال استعمال کر رہے تھے ابوطلحہ اچھے ناوک انداز تھے جب وہ تیر چلاتے تو حضور ﷺ جھانک کر دیکھتے کہ تیر کہاں گر رہا ہے اور کون اس کا نشانہ بنا رہا ہے (بخاری کتاب الجہاد باب المجن ومن یترس بترس صاحبہ) غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے اپنے ترکش سے تیر نکال کر دیتے تھے اور فرما رہے تھے (بابی وامی) تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں حضرت سعدؓ تیر چلا رہے تھے یہاں تک کہ ترکش خالی ہو گیا راوی فرماتے ہیں کہ میں نے صرف حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں آپ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہو۔ تیراندازی کے ساتھ اس میں اشتراک وتعاون اور اس کی صنعت کے فروغ کا بھی ثواب ہے حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله عز وجل یدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة صانعه یحتسب فی صنعه الخیر والرامی به ومنبله وارموا وارکبوا وان ترموا احب الی من ان ترکبوا لیس من اللهو الا ثلاث تادیب الرجل فرسه وملاعبته اهله ورمیه بقوسه ونبله ومن ترک الرمی بعد ما علمه رغبة عنه فانها نعمة ترکها او قال کفرها (ابوداؤد کتاب الجهاد باب الرمی) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ذریعہ تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں اس کا بنانے والا جو اپنے صنعت کے ذریعہ خیر اور ثواب کا قاصد ہو اس تیر کا چلانے والا اور تیر کے چلانے میں مدد کرنے والا تم تیراندازی اور گھوڑسواری کرو، تمہارا تیراندازی کرنا تمہارے گھوڑسواری سے بھی زیادہ مجھے پسندیدہ ہے تین چیزیں ہیں جو لہو ولعب میں شامل نہیں۔ آدمی کا اپنے گھوڑے کو سدھانا، اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا اور تیروں پر ناوک زنی کرنا، جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد اسے ترک کر دیا اس نے ایک نعمت کو ترک کیا یا اس نے اس نعمت کی ناقدری کی۔ احادیث میں تیراندازی کی طرح گھوڑسواری کی بھی ترغیب دی گئی ہے، اسکی اہمیت اپنی جگہ ثابت ہے لیکن آدمی گھوڑے پر سوار ہونے کے باوجود زیادہ فاصلہ سے دشمن پر حملہ نہیں کر پاتا۔ البتہ دور سے اس پر ناوک فگنی کی جا سکتی ہے، اس پہلو سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اسی کو حدیث میں نمایاں کیا گیا ہے۔ تیراندازی جرأت وبہادری کی علامت ہے، اس کا سیکھنا، اس کا مشق کرنا اس میں تعاون کرنا، بشرطیکہ یہ سب پاکیزہ مقاصد کیلئے ہو تو عین ثواب ورنہ باعث عذاب ہے۔

شوقیانہ طور پر شکار کھیلنے کا حکم :

کسی بھی جانور کا شکار اس غرض سے کرنا چاہیئے کہ اس سے کچھ نفع حاصل ہو، صرف کھیل تماشا کے طور پر شکار کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً حرام جانور کا شکار کہ جس سے کوئی ظاہراً فائدہ نہ پہنچتا ہو۔ مگر وہ جانور جو کھیت وغیرہ کو نقصان پہنچاتا ہو تو پھر اسے مارنا مرخص ہے۔

لما قال العلامة وهبة الزحیلی : ویکره الصید لهواً لانه عبث لقوله علیه السلام لا تتخذوا شیئاً فیه الروح غرضاً ای هدفاً من قتل عصفوراً عبثاً عجّ الی الله یوم القیمة یقول یا رب ان فلاناً قتلنی عبثا ولم یقتلنی منفعة

(الفقه الاسلامی و ادلتہ ج۳/ص۶۹۳)اور علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:(ویکرہ للتلهی الدر المختار ج ا صـ ۴۶)

اور ہشام بن زیدؒ کی روایت میں ہے فرماتے ہیں حضرت انسؓ کے ساتھ حکم بن ایوبؓ کے ہاں پہنچا انہوں نے دیکھا کہ کچھ لڑکے مرغی کو باندھ کر تیراندازی کر رہے ہیں، فرمایا اس طرح جانوروں کو باندھ کر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے (بخاری کتاب الذبائح والصید باب ما یکرہ من مثلہ ج ۲ ص/۸۲۸) اور عربی میں اس کو مصبورہ کہتے ہیں۔والمصبورة هی الدابة التی تحبس وهی حية ليقتل بالرمی ونحوه .والمجثمة بالجيم والمثلة المفتوحة التی تربط وتجعل غرضه الرمی . (فتح الباری ج :۲.۸۲۸)امام بخاری نے اسی نام پر باب کا انعقاد فرمایا ہے۔(باب مایکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة) جس سے اس ممانعت کی تاکید معلوم ہوتی ہے فتاویٰ محمودیہ میں ہے۔شکار خواہ حلال جانور کا ہو یا حرام شرعاً مباح اور درست ہے جبکہ اس سے شکاری کے لئے کوئی غرض حاصل ہو جائے مثلاً جانور کا گوشت کھانا یا کسی جانور کا پر یا بال، یا سینگ یا ہڈی وغیرہ کوئی چیز مطلوب ہو، اگر محض لہو ولعب اور اضاعت وقت مطلوب ہو تو ناجائز ہے(فتاوی محمودیہ ج۶ ص/۳۲۰)اسی طرح فقہ السنۃ میں ہے ویحرم اثناء الرمی ان یتخذما فيه الروح غرضاً فقد رأی عبدالله بن عمر جماعة اتخذ وا دجاجة هدفاً لهم فقال: ان النبی ﷺ لعن من اتخذشيا فيه الروح غرضاً . (حواله بالا) ترجمہ:فقہ السنۃ میں ہے کہ تیراندازی میں کوئی ذی روح کو ہدف بنا کر مارنا حرام ہے اس لئے کے عبداللہ بن عمر نے ایک جماعت کو دیکھا کہ انہوں نے ایک مرغی کو باندھ کر مارتے تھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت بھیجا ہے جو ذی روح کو ہدف بنا کر ماردیں۔

شوقیہ کتا پالنا :

بعض علاقوں میں کتوں سے بالکل اس طرح کھیلا جاتا ہے۔جس طرح بلیوں، مرغیوں اور کبوتروں سے جس میں کتے کا خشک جسم پالنے والے کے جسم اور کپڑوں سے مس ہو جاتا ہے۔جو بلاضرورت معتبرہ عندالشرع ممنوع ہے۔

۲۔کتے کا گیلے جسم سے کھیلنا جبکہ اس کے ساتھ اس طرح کھیلنے سے کھیلنے والے کا جسم بھی گیلا ہوتا ہے یا سوکھا ہوتا ہے نماز پڑھی جاتی ہے جس کی وجہ سے کھیلنے والے کا کپڑا یا جسم ناپاک ہونا اکثر مشائخ کا قول مختار ہے کما فی الکبیری قوله : الكلب اذا خرج من الماء وانتفض فا صاب ثوب انسان افسده (کبیری ص ۱۵۶) اس سے معلوم ہوا کہ کتے کا گیلا جسم جبکہ وہ پانی میں غوطہ لگا کر نکلے جس چیز کو لگے گا وہ چیز ناپاک ہو جائیگی۔(وهو اختيار اکثر المشائخ) مس کی ممانعت مستقل ہے اس کے علاوہ بعض لوگ کتا فرش، بستر یا کرسی وغیرہ پر بٹھاتے ہیں جبکہ لعاب دہن وغیرہ کے ساتھ یہ چیزیں بھی ناپاک ہو جاتے ہیں اس لئے کہ کتے کا لعاب دہن بالاتفاق نجس ہے جو حکم پاخانہ و پیشاب کا ہے وہی حکم لعاب کا ہے اس پر مزید یہ کہ برکات ملائکہ سے محرومی ہر حال میں ہے۔ کتے جیسے نجس اور ذلیل چیز کو کرسی وغیرہ پر بٹھا کر اعزاز کرنا ناجائز ہے، نیز یہ کہ یہ اہل اسلام کا طریقہ نہیں بلکہ انگریزوں یا دوسرے کفار کا طریقہ ہے ان کے ساتھ تشبہ ناجائز ہے(فتاویٰ محمودیہ ج۴/ص۳۷۳)

کبوتر بازی :

کبوتر بازی جس طرح آجکل کی جاتی ہے یہ سخت ناجائز اور حرام ہے کہ اس میں بہت اعمال شریعت کے خلاف ہے، اول کوٹھوں پر چڑھنا اور پڑوس کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرنا۔ دوسرے تالیاں بجانا سیٹیاں بجانا اور شور مچانا کہ یہ سب باتیں لہو ولعب کی غرض سے سخت گناہ ہے تیسرے دوسروں کے کبوتروں کو پکڑ لینا اور پھر ان کو واپس نہ کرنا یا بیچ کر اپنے کام میں لانا کہ یہ بھی حرام ہے۔ چوتھے اپنے شور وشغب سے نمازیوں اور دوسرے مشاغل میں مصروف لوگوں کے کام میں خلل ڈالنا اور ان کے خیالات کو پریشان کرنا یہ بھی سخت گناہ ہے۔ اور ان سب باتوں کا مجموعہ خدائی عذاب نازل کرنے کے لئے سبب بن سکتا ہے دنیا میں نہ آئے تو آخرت میں مواخذہ ہونا شرعی قاعدہ سے ثابت ہے (کفایت المفتی: ج ۸/ص ۱۸۱)

کبوتر باز شیطان ہے :

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کبوتروں کے پیچھے جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شیطان ایک شیطانہ کے پیچھے جا رہا ہے۔

وضاحت: چونکہ عموماً کبوتروں سے کھیلنے کی زیادہ مشغولیت رکھنے والے امور دینیہ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے پیچھے لگنے والے کو شیطان اور کبوتری کو شیطانہ کہا ہے اور اسکے ذریعہ جوا بھی کھیلا جاتا ہے یہ وجہ بھی شیطان کہنے کی ہے۔ البتہ محض کبوتر پالنا جائز ہے حضور ﷺ کے لئے مسجد حرام میں بہت سے کبوتر پالے ہوئے تھے پہلے زمانے میں کبوتروں سے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا تھا تاہم کبوتر بازی ممنوع ہے۔ (الادب المفرد ص/ ۷۵۶) اسی کے حکم میں ہے بٹیر بازی، تیتر بازی، کہ محض ان کا پالنا جائز اور ان کو لڑانا اور اس پر مالی ہار جیت کی شرط لگانا درست نہیں ہے (مرآۃ المفاتیح ج ۴ ص/ ۰۸)

کبوتر بازی میں ہار جیت کی شرط لگانا :

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم دو کبوتروں کے ذریعہ شرط لگا کر جوا کھیلتے ہیں۔ اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ اپنے درمیان کسی کو محلل ڈالیں کیونکہ یہ ڈر رہتا ہے کہ وہی سب کچھ لے جائے گا۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ یہ تو بچوں کا کام ہے جو کبوتروں سے کھیلتے ہیں اور اس میں شرط لگاتے ہیں اور چونکہ اس میں گناہ ہے اس لئے تم اسے جلد ہی چھوڑ دو گے (جب تک آخرت کا دھیان نہیں ہے اس پر عمل کرتے رہو)" (الادب المفرد ص/ ۷۴۳)

تشریح: اگر دونوں جانب سے یہ شرط لگائے کہ جو شخص جیت لے گا وہ دوسرے آدمی سے مال لے گا یہ صریح حرام ہے (حوالہ بالا)

التحریش بین البھائم (مرغ بازی اور اس میں جوا کھیلنا):

دیہات اور قصبات میں عام رواج ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑاتے اور خود تفریح کرتے ہیں یہ لڑانا کبھی مرغوں کبھی بٹیروں کہیں تیتر وغیرہ یہ سب ناجائز اور حرام ہے ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے (نھی رسول اللہ ﷺ عن التحریش بین البھائم

واغراء بعضها ببعض لتتصارع فعن ابن حبان قال : نھیٰ رسول الله ﷺ عن التحریش بین البھائم کما نھیٰ عن اتخاذ شئی منھا غرضاً) ترجمہ: یعنی حضور ﷺ نے جانوروں کولڑانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ انہوں نے جانوروں کو ہدف بنا کر مارنے سے منع فرمایا ہے (بحوالہ مشکوۃ المصابیح ص/ ۲۵۹)

۲. ودخل انس بن مالکؓ دارالحکم بن ایو ب فاذا قوم قد نصبو دجاجۃ یرمونھا فقال لھم:نھی رسولؐ الله ان تصبر البھا ئم (رواہ مسلم) ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ حکم بن ایوب کے گھر میں داخل ہوا تو کچھ لوگوں نے مرغی کو کھڑا کر کے مارتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ رسول اللہ نے جانوروں کو کھڑا کر کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۳. وعن جابرؓ قال نھی رسول الله ﷺ ان یقتل شئی من الدوا ب صبراً (رواہ مسلم) ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو ہدف بنا کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۴. وعن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال : لا تتخذو ا شیاً فیہ الروح غرضاً (رواہ مسلم)وانما نھیٰ عن ذالک لانہ تعذ یب للحیوان وا تلاف لنفسہ وتضییع لوقتہ وتفویت لذکا تہ ان کان مذکیٰ ولمنفعتہ ان لم یکن مذکیٰ (فقہ السنۃ ج۳/ص۲۷۰) ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی روح کو ہدف بنا کر مارنے سے منع فرمایا ہے فقہ السنہ میں ہے کہ اس منع کی حکمت یہ ہے کہ اس طرح مارنے سے جانور کو سزا دینا اور انکو ہلاک کرنا ہے اسی طرح وقت کا ضیاع اور غیر شرعی طریقے سے ذبح اس پر مستزاد ہے اگر وہ جانور حلال (مأ کول اللحم) ہے یا اس کے منفعت ختم کرنا ہے اگر وہ غیر مأ کول اللحم ہے۔

تشریح اللغۃ : صبر البھا ئم : حسبھا وھی حیۃ ثم ترمیٰ حتیٰ تقتل. ترجمہ: لغت کی تشریح صبر البھائم کے معنٰی یہ ہے کہ زندہ جانور کو باندھ کر مارا جائے (اس کو قتل کیا جائے)۔

حضرت تھانویؒ اپنے رسالہ ارشاد الھائم فی حقوق البھائم میں ارقام فرماتے ہیں مرغبازی، بٹیر بازی اور منڈھے لڑانا، اسی طرح کسی جانور کو لڑانا سب اس میں داخل ہے اور سب عام ہے گوخواہ مخواہ اس کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے گاڑی بانوں کا بیلوں کو بگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض سواریوں کو بھی چوٹ لگتی ہے اور بجز تفاخر اور مقابلہ کے اس میں کوئی مصلحت نہیں اور گھوڑ دوڑ وغیرہ جبکہ اس میں قمار نہ ہو اس سے مستثنٰی ہے (ارشاد الھائم فی حقوق البھائم ص/ ۱۹)

حضرت ربیعہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں دو آدمیوں نے مرغوں کے ذریعہ جوا کھیلا۔ حضرت عمرؓ نے مرغوں کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا تو اس پر انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا؟ آپ اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسے مخلوق کو قتل کر رہے ہو جو اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ تو انہوں نے قتل کرنا چھوڑ دیا۔

وضاحت:۔ جوا کھیلنے کی بہت سی صورتیں ہیں، اس میں ایک یہ بھی ہے کہ مرغوں کو لڑا دیا جائے جو ہار گیا اس کے لڑنے والے پر مقرر مال عائد ہو گیا، جو دوسرے فریق کو مل گیا اس میں اول تو جانوروں کے لڑانے کے ممانعت ہے اس کی خلاف ورزی ہے۔ دوسرے جوا ہی

قرآنی نصوص کے مطابق حرام ہے سورہ مائدہ میں اللہ تعالی نے اس کو رجس من عمل الشیطان فرمایا ہے جو شریعت اسلامیہ میں حرام ہے جس طرح بھی ہو اور جس صورت میں بھی ہو اس کا جو بھی نام رکھا جائے (الادب المفرد ص ۲۴۲، وھکذا فی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۲)

بسنت منانا (پتنگ بازی) :

لغوی تحقیق:۔ پتنگ سنسکرت زبان کا لفظ ہے اڑانے کے معنیٰ دیتا ہے۔ پتنگ ایک قسم کے درخت کو بھی کہتے ہیں جو مدھیہ پردیش اور کرناٹک میں کثرت سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازایں ہوا میں اڑانے والے مشہور کھلونے کو بھی پتنگ کہتے ہیں جو ڈوری کے سہارے آسمان پر اڑایا جاتا ہے جس کو عام زبان میں گڈی یا کنکوا بھی کہتے ہیں۔ اس لفظ سے کئی محاورے بھی اختراع کے گئے ہیں جیسے پتنگ کاٹنا پتنگ بڑھانا وغیرہ پتنگ بازی خالص ہندوستانی مشغلہ تھا لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ ہندوستان میں اس کی ابتدا کب ہوئی؟ اور کیوں کر ہوئی؟ مگر گمان غالب ہے کہ مسلمانوں کے ہندوستان میں ورود سے قبل اس کا رواج اس ملک میں پایا جاتا تھا۔

بسنت کا تاریخی پس منظر :

سکھ مورخ ڈاکٹر بی ایس نجار نے اپنی کتاب (پنجاب میں اخری مغل دور حکومت) میں لکھا ہے کہ ۱۷۰۷ء تا ۱۷۵۹ء زکریا خان پنجاب کا گورنر تھا۔ حقیقت رآے سیالکوٹ کے ایک کھتریا کھل پوری کا بیٹا تھا۔ اس نے پیغمبر اسلام حضرت مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کے۔ اس جرم پر حقیقت رائے کو قاضی وقت نے موت کی سزا دی اس واقعہ سے غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا اور بڑے بڑے ہندو مہاشے اور سرکردہ لوگ زکریا خان گورنر کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کی سزائے موت معاف کر دی جائے لیکن زکریا خان نے ان کی سفارش ماننے سے انکار کیا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے قرآن وسنت اور عقل سلیم کی روشنی میں اس کھیل کی جو خرابیاں بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) پتنگ کے پیچھے دوڑنا: اس کا وہی حکم ہے جو کبوتر کے پیچھے دوڑنے کا ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے دوڑنے والے کو شیطان فرمایا ہے (مسند احمد، ابو ئود مشکوۃ المصابیح ص ۳۸۶/).

(۲) دوسروں کی پتنگ لوٹنا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسے بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے (نہیں لوٹتا کوئی شخص اس طرح لوٹنا کہ لوگ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوں اور وہ پھر بھی مومن رہے (یعنی دوسروں کی چیز لوٹنا ایمان کے منافی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ پتنگ لوٹنے میں مالک کی اجازت ہوتی ہے اس لئے حدیث شریف کی وعید کا اس سے تعلق نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مالک کی اجازت ہرگز نہیں ہوتی چونکہ عام رواج اس کا ہو رہا ہے اس لئے خاموش ہو جاتا ہے دل سے ہرگز رضامند نہیں اور خوش نہیں۔ اگر اس کا بس چلے تو وہ خود دوڑے اور کسی کو اپنی پتنگ نہ لوٹنے دے یہی وجہ ہے کہ پتنگ کٹ جانے کے بعد آدمی جلدی جلدی ڈور کھینچتا ہے کہ جو ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔

(۳) نماز اور خدا کی یاد سے غافل ہونا، یہی وجہ ہے کہ خدا نے شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت بتائی لیضل عن سبیل اللہ

(۴) بے پردگی: عموماً پتنگ باز چھتوں پر چڑھ کر قرب وجوار کے پڑوس کے عورتوں اور اجنبی غیر محرم پر نظر پڑنے کا مواقع فراہم کرتا ہے جو ناجائز ہے جیسا کہ کبوتر بازی میں ممنوع تھا کما فی الدر فان کان یطیرھا فوق السطح مطلعاً علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیه تلک الحمامات عزر ومنع اشد المنع اھ شامی ص ۴۰۱/ ج ۶ ترجمہ: یعنی اگر اس کے وجہ سے لوگوں کے حیاء اور عصمت کے پردے چاک تے ہیں اور گھروں کے شیشے وغیرہ سامان کو نقصان پہنچان جاتا ہے تو اسکو سختی سے منع کیا جائے گا اور یہ قابل تعزیر جرم ہے

(۵) جانی نقصان: پتنگ بازی کے دوران چھت سے گر کر مرنے کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ۱۲ فروری سن ۲۰۰۲ء کے قومی اخبارات میں بسنت (پتنگ بازی) کے نتیجے میں تین اموات کے حادثہ رپورٹ ہوئی پہلے خبر ایک تین سالہ معصوم بچے کی ہے جو پتنگ کے ڈور سے شہ رگ کٹنے کے وجہ سے وفات ہوا (روزنامہ، نوائے وقت، ۱۲ فروری ۲۰۰۲ء) اس کے علاوہ پتنگ یا ڈور لوٹنے کے دوران ٹریفک کے حادثات بھی بکثرت ہونے لگیں ہیں جن میں بعض خبریں نامہ نگاروں تک نہیں پہنچ پاتے جس کھیل میں انسانی جان کا ضیاع ہو اسے کھیل کہنا اپنے موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے رسول اللہ ﷺ نے تو اس چھت پر سونے سے بھی منع فرمایا ہے جس پر منڈیر نہ ہو کہ کہیں اچانک اٹھ کر چلنے سے نیچے گر نہ پڑے (ابوداود وترمذی، مشکوۃ المصابیح ص ۴۰۴، باب الجلوس والنوم والمشی)

(۶) مالی نقصان ہر سال لوگ کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بسنت کے دوران استعمال ہونے والا سامان زیادہ دوسرے ملکوں سے برآمد کئے جاتے ہیں جو کئی گنا مہنگا پڑتے ہیں۔ پتنگ بازی میں قوم کا لاکھوں روپیہ بلاوجہ ضائع ہوتا جاتا ہے چنانچہ روزنامہ اوصاف کے ایک رپورٹ ملاحظہ ہو: (بسنت منانے کا سامان بیرونی ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے جن میں کاغذ جرمنی سے بھاری زرمبادلہ خرچ کر کے ان ممالک سے صرف ایک فضول رسم پوری کرنے کیلئے منگواتے ہیں جو کہ غور طلب پہلو ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فضول اور ھندوانہ رسم ضائع ہونے والے اربوں روپے بچا کر اس کو ہم ملکی ترقی اور عوامی فلاح وبہبود کے تعمیراتی کاموں پر بھی لگا سکتے ہیں تا کہ قوم وملک ترقی کی منزل پر رواں دواں کیا جائے (اوصاف ج ۵ شمارہ ۲۰ ہفتہ مارچ ۲۰۰۲) اسی حوالے سے ایک دوسرا رپورٹ: ایک موثوق ذرائع ابلاغ کے مطابق پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کی چھت صرف ایک رات کیلئے ۳۰ لاکھ روپے میں بک کرائی گئی تھی۔ لاہور شہر کے تمام بڑے ہوٹلوں میں جہاں شراب وکباب کی خرمستیاں عام دنوں میں بھی نہیں رکتیں۔ وہاں مقروض قوم کے عیاشوں نے صرف ایک رات کے بدمعاشی کیلئے لاکھوں روپے ضائع کر ڈالے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق بسنت کے ایک رات اور ایک دن میں تقریباً ساڑھے تین ارب روپے عیاشیوں کے نذر کردیئے گئے لاکھوں روپے کے پتنگیں اور ڈوریں خریدی گئیں تقریباً ڈیڑھ ارب روپے کے بجلی کا ضیاع کیا گیا۔ ۲۲ سے زیادہ انسانی جانوں کا نقصان ہوا، تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے آتش بازی کے نذر کردیئے گئیں۔ پتنگیں لوٹنے والوں کے پرہجوم سڑکوں پر آجانے سے ۱۰۰ سے زیادہ ایکسڈنٹ ہوئے جن میں پانچ کے حالت نازک تھا یہ سارا احوال عیاشیوں کی یہ ساری داستانیں ۳۸ بلین ڈالر کے مقروض قوم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ہے جن کی آئندہ نسلیں بھی فی کس ۲۳ ہزار روپے کی

مقروض پیدا ہوگی۔ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں۔ ہمارے مقتدر غریب مسلمان عوام کے خون سے نچوڑے ہوئے اربوں روپے صرف کر کے ایک گستاخ رسول مشرک کی یاد منا کر دوسرے مشرکوں کو خوش کرنے میں مصروف ہیں (ماہنامہ الاحرار مارچ ۲۰۰۲)

اپریل فول کا شرعی حکم :

اپریل فول رسم مغرب ہے اور بہت سے کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

اول: اس میں صریح جھوٹ بول کر فریب دینا ہنسانا ہے قطعاً جائز نہیں اس جائز نہیں اس لئے کہ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **ویل للذی یحدث فیکذب یضحل به القوم ویہ له** (ابو داؤد ج ۲/ص ۳۳۳) ترجمہ: یعنی ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اس مقصد کیلئے جھوٹ بات کرے تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے، اس کے لئے ہلاکت ہے ہلاکت ہے

۲. **لایؤ من العبد الایما ن کله حتی یترل ال الکذب فی المزاحة ویترل المراء وان کان صدقا** (کنزالعمال حدیث نمبر ۸۲۲۹) یعنی" بندہ اس وقت تک پورا ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک مزاح میں غلط بیانی نہ چھوڑ دے اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا نہ چھوڑ دے۔

دوم: اس میں خیانت کا بھی گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ **کبرت خیانة ان تحدث اخاں حدیثاً ھو لک معدق وانت کاذب** (روا ابو داؤد ،مشکوٰۃ ص ۴۱۳) ترجمہ: بہت بڑی خیانت کا کبیرہ گناہ ہونا بالکل ظاہر ہے۔

سوم: اس میں دوسرے کو دھوکا دینا ہے یہ بھی کبیرہ ہے حدیث میں ہے **من غشنا فلیس منا** (مشکوٰۃ ۳۰۵) ترجمہ :- جو شخص ہمیں (مسلمانوں کو) دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

چہارم: اس میں مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا ہے یہ بھی کبیرہ ہے قرآن کریم میں ہے بے شک جو لوگ ناحق ایذاء پہنچاتے ہیں (مؤمن مردوں اور عورتوں) انہوں نے بہتان اور بڑا گناہ اٹھا دیا۔

پنجم: اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت ہے اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے **من تشبه بقوم فھو منھم** .

ترجمہ: جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہوگا" پس جو لوگ فیشن کے طور پر اپریل فول مناتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن یہود ونصرا کے صف میں اٹھائے جائیں۔ جب یہ اتنے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل بھی دی ہو وہ انگریزوں کی اندھی تقلید میں اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا اسلام نے بے شک مزاح کی اجازت دی ہے خود رسول اللہ ﷺ کے زندگی میں پاکیزہ ظرافت اور تفریح طبع کے نمونے موجود ہیں لیکن یہ کہ کسی دن خاص کو اس قسم کی باتوں اور جنسی مذاق کیلئے مختص کر لیا جائے اور اس کے لئے دروغ گوئی اور فریب کو راہ دے دی جائے اور ہر قسم کی جھوٹ کو سند جواز بخش دیا جائے اسلام اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے (از جدید فقہی مسائل ج ۱/ص ۲۶۹، ۲۷۰)

بغرض تفریح عورت اور مرد مل جل ایک حمام میں برہنہ ہو کر نہانا :

عن جابرؓ ان النبی ﷺ قال من کان یؤ من باالله والیوم الآ خر فلایدخل الحمام بغیر ازار اه حضورؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص اللہ اور اخرت پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو اور جو شخص اللہ اور اخرت پر ایمان رکھتا ہو اپنے بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی ونسائی)

تشریح: جو قومیں نبی ﷺ کی ہدایت سے محروم ہیں حیاء وشرم سے خالی ہیں۔ انسان کا نفس شرم وحیا کی پابندی سے بچتا ہے اس لئے جو دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم وحیاء سے بھی آزاد ہوتے ہیں مل جل کر مردوں اور عورتوں کا نہانا اور پردے کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیب قدیم میں بھی تھا اور اب تہذیب جدید میں بھی ہے حجاز سے باہر عہد نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا جن میں مرد وعورت بغیر کسی پردہ اور شرم کے اکھٹے ہو کر نہایا کرتے تھے اور یہ ان روان رواج میں داخل تھا۔ حضور ﷺ نے اول تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا پھر مردوں کو تہبند باندھ کر نہائے کی اجازت دی، لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسری مرد کا ستر نہ دیکھے اور کسی عورت پر نظر نہ ڈالے۔ اور عورتوں کے لئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت علیٰ حلہ باقی رہی کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کریگی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اُٹھیں گی بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزاء بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے، اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید کشش کا باعث بنے گی۔ ترغیب وترہیب کی ایک روایت میں ہے کہ تہبند اور کرتا اور دوپٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ہمارے زمانے میں کلب بیانے اور اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے۔ انہیں کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں۔ مرد وعورت، لڑکے ولڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے اور تیرتے ہیں۔ اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر امادہ کرتا ہے۔ اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعوٰی کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بتر کارنامہ سمجھنے لگے ہیں۔ " انا لله وانا الیه راجعون "

اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد ہی نہا کرتے ہوں تب بھی اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک نہ دیکھے۔ اسی طرح سے کشتیوں کے اکھاڑوں اور دیگر میچوں میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کے کسی حصہ کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی کے ستر کا یوئی حصہ دیکھنا دونوں حرام ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان غسل کر رہا ہے اس کے بعض اعضاء ستر ران وغیرہ کھلے ہوئے تھے۔ اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ پاک کے حمد وثنا کے بعد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرمیلا ہے اور پردے کو پسند فرماتا ہے لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردے میں کیا کرے اسلام تو

ہرگز بے پردگی اور بے غیرتی گوارانہیں رکھتا۔ پردے کے احکام جوان اور بوڑھی عورتوں کے لئے برابر ہیں۔ مردوزن کے لئے یکساں ہیں ہمیں اپنے پردہ کے اہتمام کرنے چاہیے اور اپنی تہذیب میں ڈھل کر زندگی بسر کرنے چاہئے۔ یہی اسلام اور ایمان کا عین تقاضا بھی ہے۔ اور انسانی، اخلاقی مروت وغیرہ کے شانی بھی (بشکریہ ماہنامہ البلاغ، رجب ۱۳۸۹ھ)

کراہت کرکٹ :

کھیل کے جواز کے لئے تین شرطیں ایک یہ کہ کھیل سے مقصود محض ورزش یا تفریح ہو خود اس کو مستقل مقصد نہ بنالیا جائے دوم یہ کہ کھیل بذات خود جائز بھی ہو اس کھیل میں کوئی ناجائز بات نہ پائی جائے سوم یہ کہ اس سے شرعی فرائض میں کوتاہی یا غفلت پیدا نہ ہو۔ اس معیار کو سامنے رکھا جائے تو اکثر و بیشتر کھیل ناجائز اور غلط نظر آئیں گے۔ ہمارے کھیل کے شوقین نوجوانوں کے لئے کھیل ایک ایسا محبوب مشغلہ بن گئے ہے کہ ان کے مقابلے میں نہ انہیں دینی فرائض کا خیال ہے نہ تعلیم کی طرف دھیان ہے نہ گھر کے کام کاج اور ضروری کاموں کا احساس ہے ازتعجب یہ کہ گلیوں اور سڑکوں کو کھیل کا میدان بنالیا گیا ہے، اس کا بھی احساس نہیں کہ اس سے چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور کھیل کا ایسا ذوق پیدا کردیا ہے کہ ہمارے نوجوان گویا صرف کھیلنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے سوا زندگی کا گویا کوئی مقصد ہی نہیں، ایسے کھیل کو کون جائز کہہ سکتا ہے۔

امدادلفتاویٰ مین کرکٹ کے بارے میں یوں تحریر ہے سوال وجواب کے سلسلے میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ارقام فرماتے ہیں: **الجواب فی المشکوٰۃ قبیل باب آداب السفر عن علیؓ قال کا نت بیدرسو ل اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قوس عربیۃ فرای رجلاً بیدہ قوس فارسیۃ قال ما ھٰذہ و علیکم بھٰذہ و آشبا ھھا (الحدیث رواہ ابن ماجہ) ترجمہ :** حضورؐ کے ہاتھ میں عربی غلیل تھے ایک ادمی کو دیکھا جس کے ہاتھ فارسی غلیل تھا تو حضورؐ نے کہا یہ کیا ہے؟ تمہارے اوپر یہ لازم ہے یا اس جیسے دیگر۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ بلاضرورت شدیدہ غیر مسلم قوموں کے آلاتِ ورزش کا استعمال بھی مکروہ ہے، اگرچہ حرمت کی کوئی دلیل نہیں، اور اعانت ہر فعل کی اس فعل کے حکم میں ہے (امدادالفتاویٰ ج ۴ رص ۲۵۷)

کیرم بورڈ کھیلنا :-

س : کیرم بورڈ، لڈو اور تاش بغیر شرط کے ساتھ کھیلنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وقت پاس کرنے کے لئے کھیلتے ہیں اور جو آدمی ہار جاتا ہے تو وہ ان کو بوتل یا چائے پلاتا ہے۔ یہ اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

ج : کیرم بورڈ، تاش اور اس قسم کے دوسری کھیل خواہ شرط باندھے بغیر ہو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناجائز اور مکروہ تحریمی ہیں اور ہارنے والے بوتل یا چائے وغیرہ پینا حرام ہے (کھیل کود کے شرعی احکام از مولانا یوسف لدھیانویؒ رص ۲۹)

حکم لہو ہائے مأخوذ از کفار:

آج کل ہندو پاک میں جو کھیلیں رائج ہیں۔ مثلاً ہاکی، فٹ بال، کرکٹ وغیرہ بخیال ورزش ان کے کھیلنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اسی درجہ کی قوت ومنفعت کی ورزش دوسرے طرق غیر مأخوذ من الکفار سے بھی حاصل ہوسکتی ہے تب یہ کھیلیں کھیلنا بوجہ تشبہ کے قابل ترک ہیں کما نھی رسول اللہ ﷺ عن الرمی بالقوس الفارسی اور اگر دوسرے طرق اس درجہ کے نہ ہوتو کچھ حرج نہیں بشرطیکہ فساق سے اختلاط نہ ہو کما فی البندوق من غیر نکیر و قد روی النبی ﷺ فی المنام یقول فی البدوق نعم السلاح (۵۰ رجب ۱۳۴۲ھ حوادث خامسہ رص ۴۹ امداد الفتاوی ج ۴ رص ۲۶۲)

بسلسلہ جدید فقہی تحقیقات

جامعہ المرکز الاسلامی کی ایک اور عظیم تاریخی، تحقیقی اور علمی پیشکش

(امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت)

باہتمام ونگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ایم این اے)

جس میں امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت، ثبوت روایت، صحابہ کرامؓ سے سماع، علم حدیث میں مقام ومرتبہ، اکابر ائمہ کے السنہ سے امام اعظمؒ کے حق میں مدحیہ اقوال اور محسنہ کلمات، امام ابوحنیفہ پر طعن واعتراضات کا تحقیقی جائزہ اور علمی محاسبہ، امام ابوحنیفہؒ بحیثیت ایک عظیم مصنف، مسانید تصنیفات وتالیفات، کتاب الآثار اور اس کے نسخے، "تعلیقات وتشریعات"، فقہ حنفی کی ترجیحات اور امتیازی خصوصیات اور موضوع سے متعلق دیگر اہم مضامین شامل ہیں۔ اہل ذوق کو اطلاعا عرض ہے کہ کتاب محدود تعداد میں چھپی گی، پہلے سے اپنی کاپی محفوظ کر لیجئے۔

برائے رابطہ: دفتر جامعہ المرکز الاسلامی ڈاک خانہ خود صوبہ سرحد

فون نمبر: 0928- 310353 فیکس: 310355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com